

بزرگوں کا احترام، ہماری ذمہ داری

جاتے ہیں۔ بہت سے بزرگ حتمی موتی سے ذہنی دباؤ، ڈپریشن، احساس محرومی اور عدم تحفظ کا شکار رہتے ہیں۔ بزرگوں کے خلاف مالی استحصال بھی ایک سنگین مسئلہ بننا چاہا ہے۔ بعض اوقات پنشن، جائیداد، بینک اکاؤنٹس یا دیگر اثاثوں پر ناجائز کنٹرول حاصل کرنے کے لیے



نقطہ نظر

مہک فاطمہ جعفری

بزرگوں کو دباؤ، جسمی یا جذباتی بلیک میلنگ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بعض افراد اپنے والدین کی جمع پونجی کو ذاتی ضروریات کے لیے استعمال کرتے ہیں جبکہ ان کی بنیادی ضروریات بھی پوری نہیں کی جاتی۔ یہ محض غیر اخلاقی عمل نہیں بلکہ انسانی وقار کے خلاف جرم ہے۔ بزرگ خواتین کی حالت بعض اوقات مزید پیچیدہ ہوتی ہے۔ بیوگی، مالی انحصار، بیماری اور سماجی تنہائی ان میں زیادہ کمزور بنادیتی ہے۔ کئی دینی علاقوں میں بزرگ خواتین کو جائیداد کے حق سے محروم رکھا جاتا ہے یا انہیں فیصلہ سازی میں شامل نہیں کیا جاتا۔ یوں عمر کے آخری حصے میں وہ دہری محرومی کا شکار ہو جاتی ہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ جدید طرز زندگی نے خاندانی تعلقات کو متاثر کیا ہے۔ نوجوان نسل روزگار، تعلیم اور مصروفیات میں اتنی الجھ چکی ہے کہ بعض اوقات بزرگوں کے لیے وقت نکالنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا مصروفیت ہمارے اخلاقی فرائض سے بری الذمہ کر سکتی ہے؟ جن والدین نے اپنی زندگی ہماری پرورش، تعلیم اور آسائشوں پر صرف کر دی، کیا ان کے بڑھاپے میں چند لمحے محبت بھرے الفاظ اور توجہ دینا بھی ہمارے لیے مشکل ہو جانا چاہیے؟ اس مسئلے کے حل کے لیے صرف خاندانی سطح پر نہیں بلکہ حکومتی اور سماجی سطح پر بھی اقدامات ضروری ہیں۔ بزرگوں کے لیے بہتر صحت کی سہولیات، قانونی تحفظ، نفسیاتی معاونت، سماجی سرگرمیوں اور بزرگ دوست پالیسیوں کی ضرورت ہے۔

گھر کے بڑے بوڑھے، جنہیں خاندانی روفق کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ پاکستانی خاندانی نظام میں عرصے سے یہ روایت چلی آرہی ہے کہ گھر کا سربراہ ہمیشہ ایک مالا کے مشابہ ہے۔ جو گھر کے ہر موتی کو اس مالا میں پروئے رکھتا ہے۔ ہر سال 15 جون کو دنیا بھر میں بزرگوں کے ساتھ بدسلوکی سے آگاہی کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ اس دن کا مقصد معاشرے میں بزرگ افراد کے خلاف ہونے والے جسمانی، ذہنی، مالی اور جذباتی استحصال کے بارے میں شعور اجاگر کرنا اور ان کے حقوق کے تحفظ کی ضرورت کو اجاگر کرنا ہے۔ بظاہر یہ ایک عالمی دن معلوم ہوتا ہے، مگر حقیقت میں یہ ہمارے معاشرے، خاندانی نظام اور اجتماعی رویوں کے لیے ایک سنجیدہ سوال بھی ہے کہ کیا ہم اپنے بزرگوں کو وہ عزت، محبت اور تحفظ دے رہے ہیں جس کے وہ حق دار ہیں؟ بزرگ کسی بھی معاشرے کا سرمایہ ہوتے ہیں۔ وہ تجربہ، حکمت، روایات اور زندگی کی دانش کا خزانہ ہوتے ہیں۔ ایک وقت تھا جب برصغیر کے مشہور خاندانی نظام میں بزرگوں کو گھر کا مرکز سمجھا جاتا تھا، ہم فیصلوں میں ان کی رائے کو فوقیت دی جاتی، ان کی خدمت باعث سعادت سمجھی جاتی اور بچوں کی تربیت میں ان کا کردار نمایاں ہوتا تھا مگر بدلتے سماجی رویے، مصروف طرز زندگی، معاشی دباؤ اور خاندانی نظام میں تبدیلیوں نے بزرگوں کی زندگی کو کئی حوالوں سے مشکل بنا دیا ہے۔ آج بزرگوں کے ساتھ بدسلوکی صرف جسمانی تشدد تک محدود نہیں۔ بدتمیزی، نظر انداز کرنا، تنہائی میں چھوڑ دینا، مالی استحصال، جائیداد پر قبضے کے لیے دباؤ ڈالنا، بیماری کے دوران لاپرواہی، دواؤں اور علاج میں غفلت، حتیٰ کہ ان کی رائے کو غیر اہم سمجھنا بھی بدسلوکی کی مختلف شکلیں ہیں۔ بعض گھروں میں بزرگ والدین کو بوجھ سمجھا جاتا ہے، ان کی باتوں کو سمجھنا ہٹ سے سنا جاتا ہے اور ان کی ضروریات کو خاندانی حیثیت دے دی جاتی ہے۔ یہ رویے بظاہر معمولی محسوس ہوتے ہیں مگر درحقیقت ایک خاموش ظلم کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ پاکستان جیسے معاشرے میں جہاں خاندانی اقدار کو اہمیت دی جاتی ہے، وہاں بزرگوں کے ساتھ بدسلوکی کا موضوع اکثر محل کرزیر بحث نہیں آتا۔ کئی بزرگ اپنی اولاد یا خاندان کے خلاف بولنے سے جنگلات ہیں کیونکہ انہیں رشتوں کے ٹوٹنے، تنہائی یا بے عزتی کا خوف ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے مسائل اکثر گھر کی چار دیواری تک محدود رہ

کیونکہ سینئرز، ڈے کیئر مراکز، سماجی تنظیموں کی معاونت اور قانونی شکایتی نظام بزرگوں کے معیار زندگی کو بہتر بنانے میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔ تعلیمی اداروں اور میڈیا کو بھی اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ بچوں اور نوجوانوں میں احترام بزرگ کے رویے کو فروغ دینا، خاندانی اقدار کو اجاگر کرنا اور بزرگوں کی زندگی کے تجربات کو سراہنا ایک مثبت سماجی تبدیلی لاسکتا ہے۔ ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ بڑھاپا زندگی کا ایک فطری مرحلہ ہے اور ایک دن ہم سب نے بھی اسی راستے سے گزرنا ہے۔ پاکستان میں بزرگ آبادی بتدریج بڑھ رہی ہے۔ حالیہ اندازوں کے مطابق ملک میں تقریباً 5.13 ملین (ایک کروڑ پچتیس لاکھ) افراد 60 سال یا اس سے زائد عمر کے ہیں، جو مجموعی آبادی کا تقریباً 6.5 فیصد بنتے ہیں، جبکہ 2050 تک اس تعداد میں نمایاں اضافے کی پیش گوئی کی جارہی ہے۔ اسی طرح 65 سال یا اس سے زائد عمر کے افراد کی تعداد تقریباً 11 ملین سے زائد بڑھتی جاتی ہے، جو ظاہر کرتی ہے کہ پاکستان آہستہ آہستہ عمر سیدہ آبادی کے مرحلے میں داخل ہو رہا ہے۔ تاہم آبادی میں اضافے کے باوجود بزرگوں کے لیے سہولیات کی صورتحال تسلی بخش نہیں۔ پاکستان میں بزرگوں کی بڑی تعداد پنشن، معیاری طبی سہولیات، نفسیاتی معاونت اور سماجی تحفظ سے محروم ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق صرف تقریباً 8.5 فیصد بزرگ باقاعدہ پنشن کے دائرے میں آتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ اکثریت بڑھاپے میں مالی مشکلات اور خاندان پر انحصار کرنے پر مجبور ہوتی ہے۔ صحت کی سہولیات کے حوالے سے بھی کئی چیلنجز موجود ہیں۔ سرکاری اسپتالوں میں بزرگ مریضوں کے لیے خصوصی جریا نرک (عمر سیدہ افراد) وارڈز اور تربیت یافتہ طبی عملے کی کمی محسوس کی جاتی ہے۔ شوگر، بلڈ پریشر، جوڑوں کا درد، پیتھائی کی کمزوری، دل کے امراض اور یادداشت سے متعلق مسائل بزرگوں میں عام ہیں، مگر ان کے لیے باقاعدہ اور آسان رسائی والی صحت خدمات محدود ہیں۔ دینی علاقوں میں یہ مسئلہ اور بھی شدید ہے، جہاں اسپتالوں اور دواؤں تک رسائی مشکل ہو جاتی ہے۔ پاکستان میں بزرگوں کے لیے چند سرکاری اور نجی اقدامات ضرور موجود ہیں، جیسے پنشن اسکیمیں، ملازمین کے

لیے ریٹائرمنٹ فوائد، اور بعض صوبوں میں سینئر سینیئر کارڈز یا فلاحی سہولیات، لیکن ان کا دائرہ محدود ہے۔ کئی سماجی تنظیمیں بزرگوں کے لیے طبی کیٹ، رہنمائی اور نفسیاتی معاونت فراہم کرتی ہیں، جن میں سین او۔ پی۔ آر۔ این، فیڈ اور عورت فاؤنڈیشن قابل ذکر ہیں۔ او۔ پی۔ آر۔ این صوبائی اور وفاقی سطح پر بزرگ شہریوں کے حقوق کے حوالے سے کام کر رہی ہے جس میں عورت فاؤنڈیشن کی خدمات قابل ذکر ہیں۔ بزرگ شہریوں کے حوالے سے دونوں تنظیمیں منسٹری آف ہومن رائٹز کے ساتھ رابطے میں رہتی ہیں اور ہر ممکن حد تک سینئر سینیئر کے لیے کوشاں ہیں تاہم یہ کوششیں ملک گیر سطح پر ضرورت کے مقابلے میں ناکافی ہیں۔ یاد رکھیے، بزرگوں کے ساتھ حسن سلوک صرف ان کے لیے نہیں بلکہ ہمارے اپنے مستقبل کے لیے بھی سرمایہ ہے۔ آج ہم جو رویہ اپنے بزرگوں کے ساتھ اختیار کریں گے، کل وہی ہمارے لیے مثال بنے گا۔ ایک مہذب، حساس اور مضبوط معاشرہ وہی ہوتا ہے جو اپنے بچوں کے مستقبل کے ساتھ اپنے بزرگوں کے وقار اور خوشیوں کا بھی تحفظ ہو۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان میں بزرگوں کے لیے صحت، سماجی تحفظ، قانونی معاونت اور ذہنی صحت کی خدمات کو مضبوط بنایا جائے۔ تعلیمی اداروں، میڈیا اور سماجی تنظیموں کو احترام بزرگ کے کلچر کو فروغ دینا ہوگا تاکہ ہمارے بزرگ صرف زندہ نہ رہیں بلکہ باوقار، محفوظ اور خوشحال زندگی گزار سکیں۔ ساتھ اپنے بزرگوں کے وقار اور خوشیوں کا بھی تحفظ ہو۔ پندرہ جون صرف ایک دن منانے یا پیغامات شیئر کرنے کا نام نہیں بلکہ اجتماعی احتساب کا دن ہے اور ہمیں خود سے یہ سوال کرنا ہوگا کہ کیا ہمارے گھر کا کوئی بزرگ تنہائی، بے توجہی یا احساس محرومی کا شکار تو نہیں؟ کیا ہم ان کے ساتھ اتنا وقار گزارتے ہیں جتنا وہ حق رکھتے ہیں؟ کیا ہم ان کی بات عزت سے سنتے ہیں؟ اس دن کا مقصد بزرگ افراد کے خلاف جسمانی، ذہنی، مالی اور جذباتی استحصال کے بارے میں شعور اجاگر کرنا اور ان کے حقوق کے تحفظ کو یقینی بنانے کی ضرورت پر زور دینا ہے۔ پاکستان جیسے معاشرے میں جہاں خاندانی نظام اور بزرگوں کے احترام کو اہمیت دی جاتی ہے، یہ دن ہمیں یہ سوچنے کا موقع دیتا ہے کہ کیا ہم اپنے بزرگوں کو واقعی وہ تحفظ، عزت اور سہولیات فراہم کر رہے ہیں جن کے وہ مستحق ہیں۔